رئاسة الشؤون الدينية
بالمسجد الحرام والمسجد النبوي

کتاب [قربانی اور جانور کے احکام ومسائل] کا خلاصہ

تلخيص كتاب أحكام الأضحية والذكاة

أردو

اردو

تالیف:

فضیلۃ الشیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین

تلخیص

کتاب أحکام الأضحیة والذکاة

کتاب [قربانی اور ذبح کے احکام ومسائل] کا خلاصہ

تالیف:

فضیلۃ الشیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اس سے معافی مانگتے ہیں، اور اس سے توبہ کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفس کی برائیوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ کی رحمتیں ہوں ان پر، ان کے اہل و عیال پر، ان کے ساتھیوں پر، اور بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں پر، اور آپ پر کثرت سے سلام ہو۔

حمد وصلاۃ کے بعد، میں نے قربانی اور ذبح کے احکام پر ایک طویل کتاب[۱] لکھی تھی جو (۹۳) صفحات پر مشتمل تھی اور اس میں مَیں نے بعض ایسے اختلافی مناظرے اور بحثیں ذکر کی تھیں جو پڑھنے والوں کے لیے بہت طویل ہوں گی، اس لیے میں نے

---

[۱] یہ ماہ رجب سنہ ۱۳۹۶ ہجری کا واقعہ ہے۔

اس کتاب کا خلاصہ لکھنے کا فیصلہ کیا، جو ضروری نہیں تھا اسے حذف کر دیا اور جو ضروری تھا اس کا اضافہ کر دیا۔

میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس سے متعلق ہمارے تمام اعمال کو اپنے لئے خالص، اس کی شریعت کو واضح کرنے والا اور ہمارے لیے اور مسلمانوں کے لئے فائدہ مند بنائے، بے شک وہ سخی اور فیاض ہے۔

اس مختصر کتاب میں درج ذیل ابواب شامل ہیں:

پہلی فصل: قربانی کی تعریف اور اس کا حکم۔

فصل دوم: قربانی کی شرائط۔

فصل سوم: جنس اور صفت کے اعتبار سے سب سے افضل جانور کی قربانی اور نا پسندیدہ جانور کی قربانی

فصل چہارم: جن کی طرف سے قربانی کافی ہوتی ہے

فصل پنجم: قربانی کے لیے کیا ضروری ہے اور اس کے احکام؟

فصل ششم: قربانی میں سے کیا کھایا جائے اور کیا تقسیم کیا جائے۔

فصل ہفتم: قربانی کرنے والوں کو کن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

فصل ہشتم: ذبح اور اس کی شرائط۔

فصل نہم: ذبح کرنے کے آداب۔

فصل دہم: ذبح سے متعلق مکروہ چیزیں۔

پہلی فصل

قربانی کی تعریف اور اس کے احکام

الأُضْحِيَّةُ: عید الاضحی کے ایام میں عید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا جانے والا جانور۔

یہ اسلام کا ایک شعار ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اور مسلمانوں کے اجماع کے مطابق مشروع ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝٢ ﴾

"پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر"۔[الکوثر:۲]۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ ۝١٦٢ لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُسْلِمِينَ ۝١٦٣ ﴾

"کہہ دے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ

کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں"۔[الانعام: ۱۶۲-۱۶۳]

النُّسُکُ: ذبح کرنا۔ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے،[1] ایک قول یہ بھی ہے: تمام عبادات بشمول ذبح۔ یہ زیادہ جامع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ فَلَهُۥٓ أَسْلِمُوا۟ ۗ ... ﴿٣٤﴾ ﴾

"اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ۔ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے!"۔[الحج: ۳۴]۔

صحیح بخاری و مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا".

---

[1] اسے عبد الرزاق نے "التفسیر" (۱/۲۲۳) میں اور ابن جریر نے "التفسیر" (۱۰/۴۷) میں روایت کیا ہے۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے، سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی، آپ نے انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، بسم اللہ اور تکبیر کہی، اور اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا۔"[1]

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: "أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي كُلَّ سَنَةٍ".

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے اور ہر سال قربانی کرتے تھے"۔ اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے[2]۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور اپنے صحابہ میں تقسیم کیے اور عقبہ کو چار سال کا اونٹ ملا۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ مجھے چار سال کا اونٹ ملا ہے تو آپ نے فرمایا: "ضَحِّ بِهَا" "اسے قربان

---

(۱) اسے بخاری نے کتاب الأضاحي، باب التكبير عند الذبح حدیث نمبر (۵۵۶۵) اور مسلم نے کتاب الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية، حدیث نمبر (۱۹۶۶) میں روایت کیا ہے۔

(۲) اسے ترمذی نے کتاب الأضاحي، باب الدليل على أن الأضحية سنة میں روایت کیا ہے، حدیث نمبر (۱۵۰۷) اور احمد (۲/ ۳۸)۔

کر دو"۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے[1]۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلاَةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ"

"اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس نے اپنی قربانی پوری کی اور مسلمانوں کی سنت پر عمل کیا"۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے[2]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی مسلمانوں کی سنت ہے، یعنی: ان کا طریقہ ہے۔ اس لیے مسلمانوں نے اس کے مشروع ہونے پر اجماع کیا ہے، جیسا کہ مختلف اہل علم نے اسے نقل کیا ہے۔

ان کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ کیا یہ سنت مؤکدہ ہے یا ایسا واجب ہے جسے ترک نہیں کیا جاسکتا؟ جمہور علماء کا خیال ہے کہ یہ سنت موکدہ ہے، اور یہی امام شافعی،

---

(۱) اسے بخاری نے کتاب الأضاحي، باب قسمة الإمام الأضاحي بين الناس، حدیث نمبر (۵۵۴۷) میں روایت کیا ہے، اور مسلم نے کتاب الأضاحي، باب سن الأضحية، حدیث نمبر (۱۹۶۵) میں روایت کیا ہے۔

(۲) اسے بخاری نے کتاب الأضاحي، باب سنة الأضحية، حدیث نمبر (۵۵۴۶) اور مسلم نے کتاب الأضاحي، باب وقتها، حدیث نمبر (۱۹۶۱) میں روایت کیا ہے۔

مالک اور احمد کا قول ہے، جو ان سے معروف ہے[1]۔

بعض علماء نے اسے واجب قرار دیا اور یہی ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور احمد[2] کی دو روایتوں میں سے ایک روایت ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسے اختیار کیا ہے، اور انہوں نے کہا کہ یہ مالک کا مذہب یا ان کا ظاہر مذہب ہے[3]۔

قربانی کرنا اس کی قیمت صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ کیا اور چونکہ ذبح کرنا اللہ تعالیٰ کے عبادات میں سے ہے، اس لیے اگر لوگ اس سے اعراض کرکے صدقہ کرنے لگیں تو قربانی کا شعار معطل ہو جائے گا، اور اگر قربانی کی قیمت صدقہ کرنا جانور ذبح کرنے سے بہتر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وعمل سے اپنی امت کے سامنے یہ واضح کر دیتے، کیونکہ آپ نے قوم کی بھلائی کو سمجھانے میں کوتاہی نہیں کی، بلکہ اگر صدقہ قربانی کے برابر ہوتا تو اس کی بھی وضاحت کر دیتے، کیونکہ یہ قربانی کی

---

(1) الشرح الصغیر للدرر (۲/ ۱۳۷)، نھایۃ المحتاج (۸/ ۲)، الانصاف (۹/ ۴۱۹)۔

(2) الدر المختار (۵/ ۱۹۹)، الانصاف (۹/ ۴۱۹)۔

(3) دونوں فریقوں کے شواہد اور ان کی بحث کو اصل کتاب کے صفحہ (۷-۱۵) میں دیکھیں۔ [مؤلف] اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول "مجموع الفتاوی" (۲۳/ ۱۶۲-۱۶۳) میں دیکھیں۔

مشقت سے زیادہ آسان ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہرگز نہ کرتے کہ آسان ترین امر کی وضاحت ترک کردیتے جب کہ (وہ اجر وثواب میں) اس سے مشکل ترین امر کے برابر ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ فِي بَيْتِهِ شَيْءٌ". فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا فِي الْعَامِ الْمَاضِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: «كُلُوا، وَأَطْعِمُوا، وَادَّخِرُوا؛ فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ فِي النَّاسِ جُهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهِ"

"تم میں سے جو کوئی قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں کوئی چیز باقی نہ رہے"۔ جب اگلا سال آیا تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ، کیا ہمیں پچھلے سال کی طرح کرنا چاہئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خود بھی کھاؤ، دوسروں کو بھی کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرو، کیوں کہ وہ سال لوگوں کے درمیان مشکلات کا سال تھا، اس لیے میں نے چاہا کہ تم اس میں لوگوں کی مدد کرو"۔ متفق علیہ[1]۔

---

[1] بخاری نے کتاب الأضاحي، باب ما يُؤكل من لحوم الأضاحي، حديث نمبر (٥٥٦٩) اور مسلم نے کتاب الأضاحي، باب بيان ماكان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث، حديث نمبر (٩٧٤) میں روایت کیا ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اپنے مقام پر ذبح کرنا اس کی قیمت صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ فرمایا: لہٰذا اگر کسی نے تمتع اور قران کے جانور کی طرف سے اس کی قیمت سے کئی گنا زیادہ صدقہ کیا تو یہ اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، اور یہی حکم قربانی کا بھی ہے۔ ان کی بات ختم ہوئی[1]۔

فصل

قربانی کے بارے میں اصل یہ ہے کہ زندہ لوگوں کے حق میں مشروع ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے قربانی کرتے تھے، جہاں تک بعض عوام کا خیال ہے کہ قربانی صرف مُردوں کے لیے ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

مرنے والوں کی طرف سے کی جانے والی قربانی کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے:

اول: یہ کہ وہ زندوں کے ساتھ مُردوں کی طرف سے قربانی کرے، جیسے کوئی شخص اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرے، اور اس میں

---

[1] تحفۃ المودود بأحکام المولود، صفحہ (۱۱۲) ت الہلالی۔

زندہ اور مردہ دونوں کی نیت کرے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرنا ہے[1]، اور ان میں وہ لوگ بھی تھے جو پہلے فوت ہو چکے تھے۔

دوم: مرنے والوں کی طرف سے ان کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے قربانی کرنا، اس کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ فَمَنۢ بَدَّلَهُۥ بَعۡدَ مَا سَمِعَهُۥ فَإِنَّمَآ إِثۡمُهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُۥٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٞ ١٨١ ﴾

"اب جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے اس کا گناہ بدلنے والے پر ہی ہو گا، واقعی اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے"۔[البقرۃ:١٨١]۔

سوم: مردہ کی طرف سے مستقل طور پر بطور عطیہ قربانی کرنا، یہ جائز ہے اور حنبلی فقہاء نے بیان کیا ہے کہ اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، میت کی طرف سے صدقہ کرنے پر قیاس کرتے ہوئے[2]۔

---

[1] مسلم نے كتاب الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية، حديث نمبر (١٩٦٧)، عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کیا ہے۔

[2] الانصاف مع المقنع والشرح الكبير (٦/ ٢٦١)۔

لیکن ہم یہ نہیں سمجھتے کہ میت کے لئے خصوصی طور پر قربانی کرنا سنت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر اپنے کسی مردہ رشتہ دار کی طرف سے قربانی نہیں کی، آپ نے اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے قربانی نہیں کی، جو آپ کے عزیز ترین رشتہ داروں میں سے تھے، اور نہ ہی اپنے ان بچوں کی طرف سے کی جو آپ کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے، یعنی آپ کی تین شادی شدہ بیٹیاں اور تین چھوٹے بیٹے فوت ہوئے تھے، اور نہ آپ نے اپنی بیوی خدیجہ کی طرف سے قربانی کی، جو آپ کی محبوب ترین بیویوں میں سے تھیں، اور نہ ہی صحابہ سے منقول ہے کہ ان کے زمانے میں کسی نے کسی مردہ شخص کی طرف سے قربانی کی ہو، اللہ ان سے راضی ہو۔

ہم اسے بھی غلط سمجھتے ہیں جسے کچھ لوگ کرتے ہیں کہ وہ میت کی طرف سے اس کی موت کے پہلے سال میں قربانی کرتے ہیں جسے وہ: « أضحية الحفرة » کہتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اس کے ثواب میں کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا، یا وہ اپنے مرنے والوں کی طرف سے بطور عطیہ، یا ان کی وصیت کے مطابق قربانی کرتے ہیں، جبکہ وہ خود اپنی طرف سے اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے قربانی نہیں کرتے ہیں۔ اگر وہ جانتے کہ جب کوئی شخص اپنے مال سے اپنی طرف سے اور اپنے اہل و

عیال کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو اس میں اس کے سارے گھر والے شامل ہوتے ہیں خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ تو وہ اِس عمل سے منہ موڑ کر اپنے اُس عمل کو انجام نہ دیتے۔

دوسری فصل
قربانی کی شرائط

قربانی کی چھ شرطیں ہیں:

۱- وہ چوپایوں میں سے ہو، جو یہ ہیں: اونٹ، گائے، اور بکری - خواہ وہ بھیڑ ہو یا بکری، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ ...﴿٣٤﴾﴾ "اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں"۔ [الحج: ۳۴] چوپایوں سے مراد ہیں: اونٹ، گائے اور بکری۔ یہ وہی ہے جو عربوں میں مشہور ہے، حسن قتادہ اور دیگر نے بھی یہی کہا ہے[۱]۔

---

[۱] اسے الطبری نے "التفسیر" (۱۲/۸) میں روایت کیا ہے۔

٢- یہ کہ وہ شرعی طور پر متعین عمر کو پہنچ جائے، یعنی چھ ماہ کی بھیڑ یا ایک سال کی بکری ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ" "ایک سال سے کم عمر والی بکری کو ذبح نہ کرو، الا یہ کہ تمہارے لیے مشکل ہو، اس صورت میں چھ ماہ کی ایک بھیڑ ذبح کرلو"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے[1]۔

مُسِنَّہ یعنی: ایک سال یا اس سے اوپر۔ اور جَذَعہ: اس سے کم عمر۔ دانتا اونٹ وہ ہے جس نے پانچ سال پورے کیے ہوں، اور دانتی گائے جس کے دو سال پورے ہو گئے ہوں، اور دانتی بکری جو ایک سال کی ہو گئی ہو۔ جذَعہ: جو چھ ماہ کا ہو گیا ہو۔

بغیر دانتے اونٹ، گائے اور بکری کی قربانی اور چھ ماہ سے کم عمر کی بھیڑ کی قربانی جائز نہیں۔

تیسری شرط: ان عیبوں سے پاک ہونا چاہیے جو اس کی (قربانی کی) مقبولیت

---

[1] مسلم نے کتاب الأضاحي، باب سن الأضحية میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، حدیث نمبر (١٩٦٣)۔

وکفاءت میں مانع ہیں۔ اور وہ چار ہیں:

۱- صریح کانا پن، یعنی جس کی آنکھ دھنس جائے یا بٹن کی طرح نکل جائے یا اس قدر سفید ہو جائے کہ اس کے کانے پن کی واضح نشاندہی کرے۔

۲- واضح بیماری، وہ بیماری جس کی علامتیں جانور پر ظاہر ہوتی ہیں، جیسے بخار جو اسے چرنے سے روکے اور اس کی بھوک ختم کر دے، ظاہری کھجلی جو اس کے گوشت کو خراب کر دے یا اس کی صحت کو متاثر کر دے، اور گہرا زخم جو اس کی صحت وغیرہ کو متاثر کر دے۔

۳- واضح لنگڑا پن، جو جانور کو صحت مند جانور کی طرح چلنے سے روکتا ہو۔

۴- لاغر پن جو گوشت کو زائل کر دے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کن چیزوں سے بچنا چاہیے؟ تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"أربعاً: الْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي"

"چار: وہ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، ایک آنکھ والا جس کا کانا پن ظاہر ہو، وہ بیمار جس کا مرض ظاہر ہو اور وہ دبلا جانور جس میں گودا نہ ہو"۔ امام مالک نے "الموطا" میں

براء بن عازب کی حدیث سے روایت کیا ہے[1]۔

اور سنن کی ایک روایت میں براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: "أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِي" "چار قسم کے عیوب والے جانوروں کی قربانی جائز نہیں" اور انہوں نے اسی طرح ذکر کیا[2]۔

یہ چار عیوب قربانی کے صحیح ہونے میں مانع ہیں اور اس سے ملتے جلتے یا اس سے سخت عیوب پائے جائیں تو قربانی درست نہیں ہوگی، چنانچہ درج ذیل جانوروں کی قربانی درست نہیں ہوگی:

۱-اندھا جانور جو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا۔

۲-زخمی جانور جب تک کہ ٹھیک نہ ہو جائے اور خطرہ ٹل نہ جائے۔

۳-زچگی میں مبتلا جانور جسے بچہ جننے میں دشواری ہو، جب تک کہ خطرہ ٹل نہ

---

[1] امام مالک نے کتاب الضحایا، باب ماینھی عن من الضحایا، حدیث نمبر (۱۳۸۷) میں روایت کیا ہے۔

[2] اس لفظ کو ابو داود نے کتاب الضحایا، باب مایکرہ من الضحایا، حدیث نمبر (۲۸۰۲) میں اور نسائی نے کتاب الضحایا، باب العرجاء، حدیث نمبر (۴۳۷۵) میں اور ابن ماجہ نے کتاب الأضاحي، باب مایکرہ أن یضحی بہ، حدیث نمبر (۳۱۴۴) میں اور احمد نے مسند (۴/ ۳۰۰) میں روایت کیا ہے۔

جائے۔

۴- وہ جانور جو کسی مہلک حالت میں مبتلا ہو جیسے دم گھٹنا اور بلندی سے گرنا وغیرہ، جب تک کہ خطرہ ٹل نہ جائے۔

۵- وہ معذور جانور جو معذوری کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر ہو۔

٦- وہ جانور جس کا ایک ہاتھ یا ایک ٹانگ کٹ جائے۔

اگر آپ ان عیوب کو مذکورہ بالا چار منصوص عیوب میں شامل کرتے ہیں تو عیوب والے جانور دس بنتے ہیں جن کی قربانی نہیں کی جاسکتی: یہ چھ، اور گزشتہ چار عیوب

چوتھی شرط: قربانی کا جانور قربانی کرنے والے کی ملکیت میں ہو، یا اسے شریعت کی طرف سے یا مالک کی طرف سے اس کی اجازت ہو۔ کسی ایسے جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں جس کا وہ مالک نہ ہو، جیسے غصب کیا ہوا یا چوری اور جھوٹے دعوی وغیرہ سے حاصل کیا گیا جانو، کیونکہ اللہ کی نافرمانی کرکے اس کا تقرب حاصل کرنا درست نہیں۔

یتیم کے سرپرست کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے پیسے سے قربانی کرے اگر یہ رائج ہو، اور قربانی نہ کرنے سے اس کی دل شکنی ہوتی ہو۔ اسی طرح نائب کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ اپنے موکل کے مال سے اس کی اجازت کے بعد قربانی کرے۔

پانچویں شرط: اس سے کسی اور کا حق متعلق نہ ہو چنانچہ گروی رکھی ہوئی جائیداد کی قربانی درست نہیں۔[1]

چھٹی شرط: قربانی کے دن عید کی نماز کے بعد سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن یعنی ذوالحجہ کی تیرہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک شریعت کے بتائے ہوئے وقت کے اندر قربانی کرنی چاہیے، چنانچہ قربانی کے دن چار ہیں: عید کا دن عید کی نماز کے بعد اور اس کے بعد تین دن۔

جس نے نماز عید سے پہلے یا تیرھویں دن غروب آفتاب کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی درست نہیں، کیونکہ بخاری نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ، وَلَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ".

"جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا، وہ صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کو پیش کیا، اور اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں"۔[2]

---

(۱) یہ پانچ شرطیں قربانی اور ہر مشروع ذبح کی شرطیں ہیں، جیسے تمتع اور قران کا ہدی اور عقیقہ کا جانور۔

(۲) اسے بخاری نے كتاب الأضاحي، باب سنة الأضحية، حدیث نمبر (۵۵۴۵) اور مسلم نے كتاب الأضاحي، باب وقتها، حدیث نمبر (۱۹۶۱/۷) میں روایت کیا ہے۔

جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا، آپ نے فرمایا: "مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ؛ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرَى".

"جو شخص نماز سے پہلے ذبح کرے تو اس کی جگہ دوسرا اتیار کرے"۔[1]

نُبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ".

"ایام تشریق کھانے، پینے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے دن ہیں"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے[2]۔

لیکن اگر کسی کے پاس ایام تشریق میں تاخیر کا عذر ہو، جیسے: قربانی کا جانور مالک کی کوتاہی کے بغیر بھاگ جائے، اور وقت گزر جانے تک نہ مل سکے، یا اس نے کسی کو ذبح کرنے کے لیے مقرر کر دیا، اور اس کا نائب وقت گزر جانے تک بھولا رہے؛ تو عذر کی بنا پر وقت گزر جانے کے بعد ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسے اس شخص پر قیاس

---

(۱) اسے بخاری نے کتاب الأضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة أعاد، حدیث نمبر (۵۵۶۲) اور مسلم نے کتاب الأضاحي، باب وقتها، حدیث نمبر (۱۹۶۰) میں روایت کیا ہے۔

(۲) اسے مسلم نے کتاب الصیام، باب تحریم صوم أیام التشریق، حدیث نمبر (۱۱۴۱) میں روایت کیا ہے۔

کیا جائے گا جو نماز کے وقت سو گیا یا بھول گیا؛ تو جب وہ بیدار ہو یا اسے یاد آئے تو نماز پڑھے۔

قربانی کو دن یا رات کسی بھی وقت ذبح کرنا جائز ہے، دن کے وقت ذبح کرنا افضل ہے، عید کے دن دو خطبوں کے بعد افضل ہے، اور ہر دن اس کے بعد آنے والے دن سے افضل ہے، کیونکہ یہ نیکی میں پہل کرنا ہے۔

تیسری فصل

قربانی کے جانوروں میں جنس یا صفت کے لحاظ سے افضل اور ناپسندیدہ جانور

قربانی کی سب سے افضل جنس: اونٹ، پھر گائے اگر اونٹ یا گائے مکمل قربان کرے، پھر بھیڑ، پھر بکری، پھر اونٹ کا ساتواں حصہ، پھر گائے کا ساتواں حصہ۔

صفت کے اعتبار سے سب سے افضل: سب سے موٹا جس میں گوشت زیادہ ہو، تخلیق میں سب سے کامل اور ظاہری شکل وصورت میں سب سے خوبرو۔

صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم: "كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ".

"سینگوں والے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے۔"[1]

حدیث میں وارد "الكبش" کا مطلب ہے: بڑا بھیڑ حدیث میں وارد "الأملح" کا مطلب ہے: جس میں سفید اور سیاہ رنگ ملے جلے ہوں، اس لیے وہ سیاہ میں سفید ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: "ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ، يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ".

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نر مینڈھے کی قربانی کی جس کے دو سینگ تھے، جو کالے میں کھاتا تھا، کالے میں نظر آتا تھا اور کالے میں چلتا تھا"۔ اسے ائمہ اربعہ نے روایت کیا، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حسن اور صحیح ہے[2]۔

---

[1] اسے بخاری نے كتاب الأضاحي، باب وضع القدم على صفح الذبيحة، حدیث نمبر (۵۵٦۴) میں اور مسلم نے كتاب الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية، حدیث نمبر (۱۹٦٦ میں اسے روایت کیا ہے۔

[2] اسے ابو داود نے كتاب الضحايا، باب مايستحب من الضحايا، حدیث نمبر (۲۷۹٦) میں اور ترمذی نے كتاب الأضاحي، باب مايستحب من الأضاحي، حدیث نمبر (۱۴۹٦) میں اور نسائی نے كتاب الضحايا، باب الكبش، حدیث نمبر (۴) میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے كتاب الأضاحي، باب مايستحب من الأضاحي، حدیث نمبر (۳۱۲۸) میں روایت کیا ہے۔

حدیث میں وارد "الفحیل" کا مطلب ہے: نَر، "وہ کالے میں کھاتا ہے" وغیرہ کا معنی یہ ہے کہ اس کے منہ، آنکھوں اور سروں کے بال کالے ہیں۔

۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضَحَّى اشْتَرَى كَبْشَيْنِ سَمِينَيْنِ".

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی قربانی کرتے تو دو موٹے مینڈھے خریدتے"۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: "مَوْجُوأَيْنِ". "دونوں خصی ہوتے تھے"۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے[1]۔

موٹا یعنی بہت چربی دار اور گوشت دار جانور، اور خصیہ کردہ جانور عام طور پر گوشت کی خوبی کے لحاظ سے زیادہ کامل ہوتا ہے، اور جس کا خصیہ نہ کیا گیا ہو، وہ جانور اعضاء اور خلقت کے اعتبار سے خصیہ کردہ جانور سے زیادہ کامل ہوتا ہے۔

جنس اور صفت کے لحاظ سے یہ قربانی کے جانوروں میں سب سے افضل ہے۔

---

[1] اسے امام احمد نے مسند (٦/٣٩١) میں روایت کیا ہے۔ جہاں تک لفظ «موجوأین» (خصیہ کردہ) کا تعلق ہے تو اسے ابن ماجہ نے كتاب الأضاحي، باب أضاحي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر (٣١٢٢) میں اور احمد (٦/٢٢٠) نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بغیر روایت کیا ہے۔

مکروہ جانور جسب ذیل ہیں:

-العضباء-یعنی جس جانور کے کان یا سینگ کا آدھا یا اس سے زیادہ حصہ کاٹا گیا ہو۔

۲- المقابلہ - با پر زبر کے ساتھ - یعنی: وہ جانور جس کا کان چوڑائی میں آگے کی طرف سے کٹا ہوا ہو۔

۳- المدابرہ - با پر زبر کے ساتھ - یعنی: وہ جانور جس کا کان چوڑائی میں پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو۔

۴-الشرقاء-وہ جانور جس کا کان لمبائی میں کٹا ہوا ہو۔

۵-الخرقاء-وہ جانور جس کا کان پھٹا ہو۔

۶- المُصفرّۃ- میم پر پیش اور صاد پر سکون اور را اور فا پر زبر کے ساتھ، وہ جانور جس کے کان کاٹ دیے گئے ہوں یہاں تک کہ کان کا پردہ نظر آرہا ہو، اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد لاغر جانور ہے جو اس حد تک نہ پہنچا ہو کہ اس کا گودا بالکل ہی ختم ہو جائے۔

۷- المستأصَلۃ- صاد پر زبر کے ساتھ - یعنی وہ جانور جس کا پورا سینگ ختم ہو گیا ہو۔

۸-البخقاء: وہ جانور جس کی آنکھ پھوٹ جائے چنانچہ وہ بینائی سے محروم ہو جائے لیکن آنکھ جوں کی توں رہے۔

۹-المشیَّعة- یا مشدد پر زبر کے ساتھ - یہ ہے: جو اپنی کمزوری کی وجہ سے بکریوں کے پیچھے نہیں چلتی سوائے اس کے ساتھ جو اس کو چلائے اور ہانک کر ملائے۔ اور یا مشدد پر زیر کے ساتھ پڑھنا بھی درست ہے، یعنی وہ بکری جو اپنی کمزوری کی وجہ سے دیگر بکریوں سے پیچھے رہ جائے، تو وہ ان کو چلانے والی کی طرح ہے۔

یہ وہ مکروہ جانور ہیں جن کی قربانی کرنے سے احادیث میں منع کیا گیا ہے کیوں کہ یہ عیب دار جانور ہیں اس لیے ان سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس ممانعت کو کراہت پر محمول کیا گیا ہے اس حدیث اور تیسری شرط سے متعلق براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کے درمیان جمع و تطبیق کی صورت پیدا کرتے ہوئے۔

مذکورہ بالا مکروہات کے ساتھ جن جانوروں کو ملحق کر کے ان کی قربانی کو مکروہ کہا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱- البتُراء یعنی وہ اونٹ، گائے یا بکری جس کی دم کا آدھا یا اس سے زیادہ حصہ کاٹ دیا گیا ہو۔

۲-وہ جانور جس کے کولہوں کا نصف سے کم حصہ کٹا ہو، چنانچہ اگر آدھا یا اس سے زیادہ حصہ کٹ جائے تو جمہور علماء نے کہا ہے کہ اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اور وہ جانور جن کے کولہے پیدائشی طور پر غائب ہوں تو ان کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳- جس کا عضو خاص (ذکر) کاٹ دیا گیا ہو۔

۴- جس کے بعض دانت گر گئے ہوں، خواہ وہ ثنایا ہوں یا رباعی، اور اگر وہ پیدائشی طور پر نہ ہوں تو مکروہ نہیں ہے۔

۵- جس کی چھاتی کی پستانوں (نپلز) میں سے کچھ کاٹ دیا گیا ہو، لیکن اگر پیدائشی طور پر (پستان) موجود نہ ہوں تو یہ مکروہ نہیں۔ اور اگر اس کا دودھ رک گیا ہو، حالانکہ اس کی چھاتی صحیح وسالم ہوں، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اگر آپ ان پانچ مکروہ چیزوں کو پچھلی نو میں شامل کر لیں تو مکروہات کی تعداد چودہ پہنچ جاتی ہے۔

چوتھی فصل

قربانی کس کے لیے کافی ہوگی؟

ایک بکری کی قربانی ایک آدمی اور اس کے اہل خانہ اور مسلمانوں میں جن کو شریک کرنا چاہے سب کی طرف سے کافی ہوگی، عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے: "أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ، يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ؛ لِيُضَحِّيَ بِهِ، فَقَالَ لَهَا: يَا عَائِشَةُ، هَلُمِّي الْمُدْيَةَ".

"حکم دیا کہ سینگ والا مینڈھا جو کالے رنگ میں چلے، کالے میں گھٹنے ٹیکے اور کالے میں دیکھے، لایا جائے، چنانچہ اسے لایا گیا تاکہ آپ اس کی قربانی کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ چھری لے آؤ"۔ (یعنی مجھے چاقو دو) چنانچہ میں نے ویسا ہی کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لیا، اور مینڈھے کو پکڑا، پھر اسے لٹا دیا پھر ذبح کیا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ذبح کرنے کی تیاری کرنے لگے)، پھر فرمایا: "بِسْمِ اللهِ، اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ" ثُمَّ ضَحَّى بِهِ.

"اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد، آل محمد اور محمد کی امت کی طرف سے قبول فرما۔" پھر اسے قربان کر دیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے[1] قوسین کے درمیان جو عبارت ہے وہ وضاحت کے لیے ہے، اصل حدیث کا حصہ نہیں ہے۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ، أَحَدِهِمَا عَنْهُ وَعَنْ آلِهِ، وَالْآخَرُ عَنْ أُمَّتِهِ جَمِيعًا".

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے، ایک اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے اور دوسرا اپنی پوری امت کی طرف سے۔" اسے احمد نے روایت کیا ہے[2]۔

ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے ایک بکری ذبح کرتا تھا، جس میں سے وہ خود بھی کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی

---

[1] مسلم نے كتاب الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية، حدیث نمبر (١٩٦٧) میں روایت کیا ہے۔

[2] اسے امام احمد نے مسند (٦/ ٣٩١) میں روایت کیا ہے۔

کھلاتے تھے۔ اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے[1]۔

اگر کوئی شخص اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکری کی قربانی کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے اور اس کے اہل وعیال کی طرف سے ہر ایک کے لیے کافی ہوگی، خواہ زندہ ہو یا مردہ، اور اگر اس نے عام وخاص میں سے کسی چیز کا ارادہ نہ کیا ہو تو اہل بیت میں اس کے خاندان کا ہر وہ شخص داخل ہوگا جسے یہ لفظ عرف اور لغت کے لحاظ سے شامل ہے۔ عرف کے لحاظ سے اہل بیت میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے، بشمول بیویاں، بچے اور رشتہ دار۔ لغت کے اعتبار سے: یہ لفظ اس کے ہر رشتہ دار کو شامل ہے، یعنی اس کی اولاد، اس کے باپ کی اولاد، اس کے دادا کی اولاد، اور اس کے باپ کے دادا کی اولاد۔

اور اونٹ کا یا گائے کا ساتواں حصہ اس کی طرف سے کافی ہے جس کی طرف سے ایک بکری کافی ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے

---

[1] اسے ترمذی نے كتاب الأضاحي، باب ما جاء أن الشاة الواحدة تجزئ عن أهل البيت، حدیث نمبر (۱۵۰۵) اور ابن ماجہ نے كتاب الأضاحي، باب من ضحى بشاة عن أهله، حدیث نمبر (۳۱۴۷) میں روایت کیا ہے۔

اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ قربانی کرے تو یہ اس کے لیے کافی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی میں اونٹ یا گائے کے ساتویں حصہ کو بکری کے قائم مقام قرار دیا ہے، تو قربانی میں بھی ایسا ہی ہے، کیونکہ اس بابت قربانی اور ہدی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ایک بکری، دو یا دو سے زیادہ لوگوں کے لیے کافی نہیں ہے کہ دونوں مل کر اس کو خریدیں اور قربان کریں، کیونکہ قرآن و سنت میں اس کا ذکر نہیں ہے، جیسے آٹھ یا اس سے زیادہ لوگوں کے لیے اونٹ یا گائے میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ عبادات توقیفی ہیں، اس لیے متعین مقدار اور معیار سے تجاوز کرنا جائز نہیں، یہ ثواب میں حصہ داری کا معاملہ نہیں ہے، کیونکہ اس میں بغیر کسی حد کے شریک کرنے کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

لہٰذا، اگر کسی جماعت کی وصیتیں ملیں، جن میں سے ہر ایک نے مثلاً وقف کی آمدنی سے قربانی کی وصیت کی ہو اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی ہر ایک شخص کی وصیت کے لیے کافی نہیں ہو، تو ان وصیتوں کو ایک قربانی میں جمع کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ایک بکری دو آدمی یا اس سے زیادہ کے لیے کافی نہیں ہے، جب تک کہ یہ ثواب کے اشتراک کے بارے میں نہ ہو، لہذا قربانی کی قیمت مکمل

کرنے کے لئے رقم جمع کی جائے گی، اور اگر آمدنی کمزور ہو اور برسوں تک جمع نہ ہو سکے تو ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں صدقہ کر دیا جائے۔

ہاں اگر وصیت کرنے والا ایک شخص ہو اور اس نے کئی قربانیوں کی وصیت کی ہے اور ان سب کے لیے رقم کافی نہیں ہو تو اگر وصی چاہے تو تمام قربانیوں کو ایک ہی قربانی میں جمع کر سکتا ہے، کیونکہ وصیت کرنے والا ایک ہے اور اگر وصی چاہے تو وہ ایک سال میں ایک قربانی اور دوسرے سال میں دوسری قربانی کر سکتا ہے، لیکن پہلی صورت بہتر ہے۔

اہم نوٹ: بعض وصیت کرنے والے لوگ قربانی کی قیمت کو آمدنی سے زیادہ ظاہر کرتے ہیں تاکہ اس کی اہمیت کو بڑھا چڑھا کر بیان کریں، وہ کہتے ہیں: "میری طرف سے قربانی کی جائے خواہ اس کی قیمت ایک ریال ہی کیوں نہ ہو"۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قربانی ضرور کی جائے، چاہے اس کی قیمت کچھ بھی ہو، کیونکہ ان کے وقت میں قربانی بہت سستی ہوتی تھی۔

لیکن بعض ایسے وصی جو اللہ سے نہیں ڈرتے، وہ اس بہانے سے قربانی کو ترک کر دیتے ہیں کہ وصیت کرنے والے نے اس کی قیمت ایک ریال مقرر کی ہے، حالانکہ آج کے دور میں ایک ریال میں کوئی قربانی ممکن ہی نہیں، جبکہ آمدنی کافی ہوتی ہے۔

یہ عمل حرام ہے، اور ایسا کرنے والا گناہ گار ہے۔ ایسے وصی پر لازم ہے کہ وہ قربانی کرے، چاہے اس پر ہزاروں ریال خرچ کیوں نہ ہوں، جب تک آمدنی اس کے لیے کافی ہو، کیونکہ وصیت کرنے والے کا مقصد قیمت مقرر کرنا نہیں بلکہ قربانی کی اہمیت اور تاکید کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔

پانچویں فصل

قربانی کے لیے کیا ضروری ہے؟ اور اس کے احکام

قربانی کا تعین دو چیزوں میں سے ایک چیز سے ہوتا ہے:

ان میں سے ایک: لفظ ہے، بایں طور کہ وہ کہے: (یہ قربانی ہے) اس کا ارادہ اس کی تعیین کی صراحت ہو۔ تاہم، اگر وہ مستقبل میں اس کے بارے میں بتانا چاہتا ہو کہ وہ اس کے ساتھ کیا چاہتا ہے، تو اس سے اس کی تعیین نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مستقبل میں اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا، نہ کہ قربانی کے لئے اس کی تعیین کرنا۔

دوسرا: فعل ہے، جو دو قسم کا ہوتا ہے:

ان میں سے ایک: قربانی کی نیت سے ذبح کرنا، چنانچہ جب وہ اسے قربانی کی نیت سے ذبح کرے گا تو اس کے لیے قربانی کا حکم ثابت ہو جائے گا۔

دوم: قربانی کی نیت سے خریدنا، اگر وہ قربانی کسی مخصوص جانور کے بدلے ہو، جیسے کہ اس نے قربانی مقرر کی، اور وہ اس کی غفلت کی وجہ سے ضائع ہو گئی، چنانچہ اس نے دوسری قربانی اس نیت سے خریدی کہ یہ گم شدہ کی جگہ ہے تو اس نیت سے خریدتے ہی قربانی متعین ہو جائے گی، کیونکہ یہ کسی متعین جانور کے بدلے میں ہے اور جو حکم مبدل کا ہے وہی حکم بدل کا بھی ہے۔

لیکن اگر یہ کسی مخصوص جانور کا متبادل نہیں ہو تو یہ قربانی کی نیت سے خریدنے پر قربانی کے لئے متعین نہیں ہو گا، جیسے اگر کوئی آزاد کرنے کی نیت سے غلام خریدے تو یہ صرف خریدنے سے آزاد نہیں ہو گا یا جیسے کوئی چیز وقف کی نیت سے خریدے تو صرف خریداری سے وقف نہیں ہو گا اسی طرح اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو صرف خریدنے سے قربانی متعین نہیں ہو گی۔

جب قربانی متعین ہو جائے تو اس پر قربانی کے احکام لاگو ہو جاتے ہیں[1]:

---

[1] ان مسائل میں ھدی کا حکم وہی ہے جو حکم قربانی کا ہے۔[مصنف]

پہلا: اس میں ایسا تصرف جائز نہیں ہے جو اس جانور کو قربانی سے روکتا ہو، مثلاً فروخت کرنا، تحفہ کے طور پر دینا، یا رہن کے طور پر رکھنا وغیرہ، الا یہ کہ قربانی کی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سے بہتر جانور کے ساتھ بدل لے، نہ کہ اپنے فائدے کو مد نظر رکھتے ہوئے، چنانچہ اگر اس نے کسی بکری کو قربانی کے لیے مقرر کیا، پھر اس کا دل کسی بھی وجہ اس سے جڑ گیا، اور پھر اسے اس پر افسوس ہوا، اور اسے باقی رکھنے کے لیے اس کی جگہ اس سے بہتر جانور لے آیا تو اسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اپنی ذاتی رغبت کی وجہ سے اس جانور کو لوٹانا ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دے دی تھی نہ کہ قربانی کے فائدے کے لیے۔

دوسرا: اگر قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد وہ خود وفات پا جائے تو ورثاء پر اس کا نفاذ لازم ہے، اور اگر وہ متعین کئے بغیر وفات پا گیا تو وہ جانور وارثوں کی ملکیت ہے، وہ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کر سکتے ہیں۔

تیسرا: اس (قربانی کے جانور) کی کسی چیز سے فائدہ نہ اٹھائے، چنانچہ اسے کھیتی یا اس جیسی چیزوں کے لیے استعمال نہ کرے، نہ اس پر سواری کرے، سوائے ضرورت کے وقت، بشرطیکہ اسے نقصان نہ پہنچے، اور نہ اس کا دودھ نکالے جو اسے کمزور کر دے یا اس کے ساتھ جو بچہ ہو اسے اس دودھ کی ضرورت ہو، اور نہ اس کی اون

وغیرہ کو کاٹے، الا یہ کہ وہ اس کے لئے زیادہ فائدہ مند ہو تو کاٹ دے اور پھر اسے یا تو صدقہ کر دے یا بطور تحفہ دے دے، یا وہ خود اس سے فائدہ اٹھالے، لیکن اسے فروخت نہ کرے۔

چوتھا: اگر قربانی کے جانور میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے قربانی درست نہ ہو، مثلاً اگر وہ بکری خرید کر اسے متعین کر دے پھر اس کی آنکھ پھوٹ جائے یہاں تک کہ اس کا کانا پن ظاہر ہو جائے، تو اس کی دو صورتیں ہیں:

ان میں سے ایک یہ کہ ہے یہ اس کے عمل یا غفلت کی وجہ سے ہوا ہو، تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس کی جگہ اس سے ملتا جلتا جانور یا اس سے بہتر جانور قربان کرے، کیونکہ وہ اس شخص کی وجہ سے عیب دار ہوا ہے، اس لیے اس پر واجب ہے کہ اس کے بدلے اسی طرح کا جانور ذبح کرے، اور صحیح قول کے مطابق عیب دار جانور اس کا مال بن جاتا ہے، اور وہ اس کے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے، جیسے کہ اسے بیچنا وغیرہ۔

دوسرا یہ کہ اس کا عیب اس کی طرف سے کسی فعل یا کوتاہی کی وجہ سے نہ ہو، تو ایسی صورت میں وہ اسے ذبح کر سکتا ہے اور یہ اس کی طرف سے کافی ہو گا، الا یہ کہ متعین کرنے سے پہلے اس کے ذمہ کوئی واجب ہو، کیونکہ یہ اس کے پاس امانت ہے

اور اس کی طرف سے بغیر کسی عمل یا غفلت کے عیب دار ہوا ہے، اس لیے اس پر نہ تو کوئی مشقت ہو گی اور نہ ہی کوئی ضمانت۔

اگر تعیین سے پہلے یہ اس پر واجب تھا؛ تو اس پر لازم ہے کہ اس کی جگہ ایک تندرست جانور لے جس کے ذریعہ وہ اپنی ذمہ داری سے بری ء الذمہ ہو سکے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ وہ شخص کہے: "میں نے اس سال قربانی کرنے کی نذر مانی ہے" پھر وہ قربانی کا جانور خریدے اور اسے اپنی نذر کے لئے متعین کر دے، پھر وہ جانور عیب دار ہو جائے جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہ ہو، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے تندرست جانور سے بدل دے، اور عیب دار جانور اس کا ہو جائے گا، اتاہم اگر وہ بدلنے والے جانور سے زیادہ قیمتی ہو، تو دو قیمتوں کے درمیان فرق کو صدقہ کرنا لازم ہو گا۔

پانچواں: اگر قربانی کا جانور گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو اس کی بھی دو حالتیں ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ اس کی کوتاہی کی وجہ سے ہو، جیسے کہ اس نے اسے کسی غیر محفوظ جگہ پر رکھا اور وہ فرار ہو گیا یا چوری ہو گیا، تو ضروری ہے کہ اس کے بدلے اس جیسا یا اس سے بہتر جانور لے، اور اسے ذبح کرے، اور گم شدہ یا چوری شدہ

چیز اس کا مال بن جائے گی، جب وہ اسے مل جائے، تو اس کے ساتھ جو چاہے کرے، مثلاً فروخت کرنا وغیرہ۔

دوسرا یہ کہ اس کی طرف سے غفلت کے بغیر ہو، اس صورت میں اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، الا یہ کہ متعین کرنے سے پہلے اس کے ذمہ کوئی واجب ہو، کیونکہ یہ اس کے پاس امانت ہے اور امین پر کوئی ضمان نہیں ہے اگر وہ اس میں کوتاہی نہ کرے، لیکن جب وہ اسے مل جائے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہو گا گرچہ قربانی کا وقت گزر کیوں نہ گیا ہو، اسی طرح اگر چور نے جرمانہ ادا کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ جو جرمانہ چور نے اسے ادا کیا ہے اس مال سے اسی طرح کا جانور بغیر کسی کمی کے قربان کرے۔

چنانچہ اگر متعین کرنے سے پہلے اس پر واجب تھا؛ تو اس پر لازم ہے کہ اس کی جگہ ایک جانور ذبح کرے جو اس کے ذمہ واجب کی طرف سے کفایت کرے، اور جب وہ اسے مل جائے تو یہ اس کا ہو گا، وہ اس کے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے، جیسے اسے بیچنا وغیرہ۔ لیکن جو جانور اس کے بدلے میں ذبح کیا ہے اگر اس سے کم قیمت کا تھا تو ضروری ہے کہ دونوں قیمتوں کے درمیان فرق قیمت کو صدقہ کرے۔

چھٹا: اگر اسے نقصان پہنچا ہو تو اس کی تین حالتیں ہیں:

ایک یہ ہے کہ اس کے نقصان میں کسی آدمی کا دخل نہ ہو جیسے بیماری، یا کوئی آسمانی آفت، یا خود جانور کا ایسا فعل جس کی وجہ سے وہ مر جائے تو اس پر کوئی ضمانت نہیں ہے، الا یہ کہ اس کی تعیین سے قبل اس کے ذمہ کوئی واجب ہو، کیونکہ یہ اس کے پاس امانت ہے جو کسی ایسی وجہ سے ضائع ہو گئی جس پر ضامن بنانا ممکن نہیں، لہذا اس پر کوئی ضمان نہیں، اور اگر تعیین سے قبل اس پر واجب تھا تو وہ اس کے بدلے ایک جانور ذبح کرے تاکہ اس کے ذمہ جو واجب ہے وہ پورا ہو سکے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اسے اس کے مالک کے فعل کی وجہ سے نقصان پہنچا ہو، تو اس پر لازم ہے کہ اس جیسا یا اس سے بہتر جانور قربان کرے، کیونکہ اب اس کی ضمانت ضروری ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اسے مالک کے علاوہ کسی اور انسان کے فعل سے نقصان پہنچا ہو، چنانچہ اگر اس کی تلافی ممکن نہ ہو - جیسے راہزن - تو اس کا حکم بالکل وہی ہے جو کسی ایسی چیز کی وجہ سے ضائع ہو جائے جس میں کسی انسان کے عمل کا دخل نہ ہو، جیسا کہ پہلی صورت میں یہ بات گزر چکی ہے۔

اور اگر ضمانت کا امکان ہو - مثلاً کسی خاص شخص نے اسے ذبح کر کے کھالیا یا اسے قتل کر دیا وغیرہ۔ تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے مالک کو اسی طرح کا جانور بطور

ضمانت دے، تاکہ وہ اس کی قربانی کرے، الا یہ کہ اس کا مالک خود اس شخص کو بری کردے اور خود اس کی واجبی ضمانت پوری کرے۔

ساتواں: اگر ذبح کے وقت سے پہلے ذبح کردیا، گرچہ قربانی کی نیت سے ہی کیوں نہ کیا ہو؛ اس کا حکم وہی ہے جو اس کے ضائع ہونے کی صورت میں ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔

اور اگر اسے ذبح کے (مشروع) وقت میں ذبح کیا گیا ہو، تو اگر ذبح کرنے والا اس کا مالک یا اس کا وکیل ہو تو اسے اس کی صحیح جگہ پر ذبح کیا گیا ہے، اور اگر ذبح کرنے والا اس کا مالک یا اس کا وکیل نہیں ہو تو اس کی تین حالتیں ہیں:

ان میں سے ایک یہ کہ وہ اس کے مالک کی طرف سے اس کی نیت کرے، اگر اس کا مالک اس سے راضی ہو تو یہ کافی ہے، اور اگر وہ اس سے مطمئن نہ ہو تو صحیح قول کے مطابق یہ کافی نہیں ہے، ذبح کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ اسی جیسا جانور بطور ضمانت دے، جو وہ اس کے مالک کو ادا کرے، تاکہ وہ اس کی قربانی کرے، الا یہ کہ اس کا مالک اسے اس سے بری کردے اور وہ خود ضروری ضمانت ادا کردے۔

بعض نے کہا کہ یہ کافی ہے خواہ وہ اس سے راضی نہ ہو۔ یہ احمد، شافعی اور ابو حنیفہ

رحمھم اللہ تعالی کے مذہب کا مشہور قول ہے۔[1]

دوسرا: اس کی نیت اپنے لیے کرے، مالک کے لیے نہیں، اگر اسے معلوم ہو کہ یہ کسی اور کے لیے ہے تو اس کی طرف سے یا کسی اور کی طرف سے (اس کی قربانی) کافی نہیں ہو گی، اس کے بدلے میں اس جیسا جانور بطور تاوان دینا واجب ہو گا، جو وہ اس کے مالک کو ادا کرے گا تاکہ وہ اس کی قربانی کرے، الا یہ کہ اس کا مالک اسے اس سے بری کر دے اور وہ خود واجبی ضمانت ادا کر دے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ اس کے مالک کی طرف سے کافی ہو گا، البتہ اگر گوشت میں کمی ہو گی تو اسے اس کی بھرپائی کرنی ہو گی۔

اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ یہ کسی اور کا ہے تو یہ اس کے مالک کی طرف سے کافی ہو گا، اور اگر ذبح کرنے والے نے اس کا گوشت تقسیم کر دیا تو اسے اس کے مالک کو اسی طرح کا جانور بطور ضمانت دینا ہو گا، الا یہ کہ وہ اسے تقسیم کرنے پر راضی ہو۔

---

(1) منتهى الإرادات مع شرح البهوتي (٢/ ٦١٠)، الاختيار لتعليل المختار (٥/ ٢١)، الدر المختار مع حاشية ابن عابدين (٥/ ٢٠٩)۔

تیسرا: کسی کی طرف سے نیت نہ کرے تو نیت نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان دونوں میں سے کسی کے لیے کافی نہیں ہو گا۔ جب کہ بعض نے کہا کہ یہ اس کے مالک کی طرف سے کافی ہو گا۔

سابقہ صورتوں میں سے کسی بھی صورت میں جب قربانی اس کے مالک کی طرف سے کافی ہو جائے، تو اگر گوشت باقی بچا ہو تو اس کا مالک اسے لے گا، تا کہ وہ اسے قربانی کے طور پر تقسیم کرے، اور اگر ذبح کرنے والے نے قربانی کے طور پر تقسیم کر دیا ہو اور اس کا مالک اس سے راضی ہو تو ذبح کرنے والے پر کوئی تاوان نہیں ہے، ورنہ وہ اس کے مالک کو تاوان دے گا، تا کہ وہ اسے قربانی کے طور پر تقسیم کر سکے۔

دو فائدے:

پہلا: اگر ذبح کرنے کے بعد قربانی کا جانور ضائع ہو جائے، یا اسے کوئی ایسا شخص لے لے جس سے واپس نہیں لیا جا سکتا ہو، اور اس کے مالک نے اس میں کوتاہی نہیں کی ہو تو مالک پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اور اگر کوتاہی کی ہو تو وہ ضامن ہو گا، اور وہ اسے بطور وجوب صدقہ کرے۔

دوسرا: اگر متعین کرنے کے بعد قربانی کا جانور بچہ جنے تو تمام صورتوں میں بچے کا حکم وہی ہے جو اس کا حکم ہے اور اگر متعین کرنے سے پہلے پیدا ہوا ہو تو اس کا حکم الگ

ہو گا، چنانچہ وہ قربانی میں اپنی ماں کے تابع نہیں ہو گا، کیونکہ وہ بچہ اس وقت تک قربانی کا جانور نہیں تھا جب تک کہ وہ اس سے جدا نہ ہو گیا۔

چھٹی فصل

قربانی کا گوشت کھانے اور تقسیم کرنے سے متعلق

قربانی کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی قربانی میں سے کھائے، بطور تحفہ دے اور صدقہ کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ...فَكُلُوا۟ مِنْهَا وَأَطْعِمُوا۟ ٱلْبَآئِسَ ٱلْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ ﴾

"تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ"۔ [الحج:۲۸]

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ... فَكُلُوا۟ مِنْهَا وَأَطْعِمُوا۟ ٱلْقَانِعَ وَٱلْمُعْتَرَّ ... ﴿٣٦﴾ ﴾

"اسے (خود بھی) کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ"۔ [الحج:۳۶]

القانع: خاکسار سائل۔ المُعْتَرُّ: بنا سوال کئے ہوئے عطیہ لینے والا۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "كُلُوا، وَأَطْعِمُوا، وَادَّخِرُوا"

"کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ، اور ذخیرہ کرو"۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے[1] کھانا کھلانے میں امیروں کو تحفہ دینا اور غریبوں کو صدقہ دینا دونوں شامل ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: "كُلُوا، وَادَّخِرُوا، وَتَصَدَّقُوا"

"کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ دو"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔[2]

کھانے کی مقدار، تحفہ، اور بطور صدقہ دینے کے بارے میں علماء -رحمهم اللہ تعالی- کا اختلاف ہے، اس سلسلے میں کشادگی ہے اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ ایک تہائی کھائے، ایک تہائی ہدیہ دے اور ایک تہائی صدقہ کرے۔ جو کچھ کھانا جائز ہے اسے ذخیرہ کیا جا سکتا ہے خواہ وہ زیادہ عرصہ تک کیوں نہ باقی رہے، بشرطیکہ وہ اس حد تک

---

[1] اسے بخاری نے كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي، حدیث نمبر (٥٥٦٩) میں روایت کیا ہے۔

[2] مسلم نے كتاب الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث، حدیث نمبر (١٩٧١) میں روایت کیا ہے۔

نہ پہنچے کہ اسے کھانا نقصان دہ ہو، الا یہ کہ قحط کا سال ہو، اس صورت میں اسے تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنا جائز نہیں، جیسا کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ» فَلَمَّا كَانَ العَامُ المُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا فِي الْعَامِ الْمَاضِي؟ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ العَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا"

"جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن وہ اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی باقی نہ ہو"۔ دوسرے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال ہم نے کیا تھا (کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اب کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو، پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی میں مبتلا تھے، اس لیے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرو"۔ متفق علیہ [۱]

---

[۱] اسے بخاری نے كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي، حدیث نمبر (۵۵۶۹) میں اور مسلم نے كتاب الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث، حدیث نمبر (۱۹۷۴) میں روایت کیا ہے، اور الفاظ بخاری کے ہیں۔

قربانی کے جانور کا گوشت کھانے، یا اسے ہدیہ کے طور پر دینے کے جواز میں کوئی فرق نہیں ہے، خواہ قربانی نفلی ہو یا واجبی، یا چاہے وہ زندہ کی طرف سے ہو یا مردہ کی طرف سے، یا وہ وصیت کی قربانی ہو، کیونکہ وصی وصیت کرنے والے کی جگہ لے لیتا ہے، اور وصیت کرنے والا خود کھاتا ہے، تحفہ دیتا ہے اور صدقہ کرتا ہے، اور اس لیے بھی کہ لوگوں میں یہی رائج ہے، اور جو عرف میں رائج ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے صریح الفاظ میں کہا گیا ہو۔

جہاں تک وکیل کا تعلق ہے، تو اگر مُوَکِّل نے اسے کھانے، ہدیہ دینے یا صدقہ کرنے کی اجازت دی ہو، یا کوئی قرینہ یا عرف اس کی طرف اشارہ کرے، تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ ورنہ وہ چیز مُوَکِّل کو واپس لوٹائے گا، اور اس کی تقسیم مُوَکِّل کی ذمہ داری ہو گی۔

قربانی کے جانور کا کوئی بھی حصہ بیچنا حرام ہے، خواہ گوشت ہو یا کوئی اور چیز، حتیٰ کہ کھال بھی، اور قصاب کو اس کا کوئی حصہ مکمل اجرت کے طور پر یا اجرت کے جزء کے طور پر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی بیچنے کے حکم میں آتا ہے۔

جہاں تک اُس شخص کا تعلق ہے جسے قربانی کا کوئی حصہ ہدیے میں دیا گیا ہو یا صدقہ کیا گیا ہو، تو وہ اس میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے، مثلاً فروخت کرنا وغیرہ، البتہ وہ اُسے اس شخص کو نہیں بیچ سکتا جس نے اسے ہدیہ دیا یا صدقہ کیا ہو۔

ساتویں فصل

وہ امور جن سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھنے والے کو پرہیز کرنا چاہیے

اگر کوئی شخص قربانی کا ارادہ کرے، اور ذوالحجہ کا مہینہ داخل ہو جائے —چاہے چاند دیکھنے سے یا ذوالقعدہ کے ۳۰ دن پورے ہونے سے —تو اُس پر حرام ہے کہ وہ اپنے بال، ناخن یا جلد میں سے کچھ بھی کاٹے، یہاں تک کہ وہ اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کرلے؛ جیسا کہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ - وفي لفظ: إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ- وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ؛ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعَرِهِ وَأَظْفَارِهِ"

"جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو—اور ایک روایت میں ہے: جب ذوالحجہ کے دس دن شروع ہو جائیں—اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں

سے کچھ نہ لے (یعنی نہ کاٹے)۔" اسے احمد اور مسلم نے روایت کیا ہے[1]۔

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: "فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعَرِهِ وَأَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ"

"تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ بھی نہ لے، یہاں تک کہ قربانی کرلے۔"[2]

اور ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں: "فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَلَا بَشَرِهِ شَيْئًا".

"تو وہ اپنے بالوں یا جلد میں سے کسی چیز کو نہ چھوئے (یعنی نہ کاٹے)۔"[3]

اگر کوئی شخص عشرہ ذوالحجہ کے دوران قربانی کی نیت کرے، تو جس وقت نیت کرے اُسی وقت سے بال اور ناخن وغیرہ لینے سے رُک جائے، اور نیت سے پہلے جو کچھ کاٹا ہو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔

اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ جب قربانی کرنے والے نے حاجی کے ساتھ بعض عبادات میں مشابہت اختیار کی ــــ یعنی اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے قربانی کرنا

---

(1) اسے مسلم نے كتاب الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة وهو يريد التضحية أن يأخذ من شعره، حدیث نمبر (۱۹۷۷) اور احمد نے (۶/ ۲۸۹) میں روایت کیا ہے۔

(2) اسے امام مسلم نے مذکورہ مقام پر حدیث نمبر (۱۹۷۷/ ۴۲) کے تحت روایت کیا ہے۔

(3) اسے مسلم نے مذکورہ مقام پر حدیث نمبر (۱۹۷۷/ ۳۹) کے تحت روایت کیا ہے۔

— تو اُسے احرام کی بعض خصوصیات میں بھی شریک کر دیا گیا، یعنی بال وغیرہ کا نہ کاٹنا۔

یہ حکم صرف اُس شخص کے لیے ہے جو خود قربانی کر رہا ہو، رہا وہ شخص جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہو، تو اُس پر یہ حکم لاگو نہیں ہوتا؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ".

"اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ کرے"

نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: "یا جس کی طرف سے قربانی کی جائے"۔ نیز نبی کریم ﷺ اپنے اہلِ بیت کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے،[1] اور آپ سے یہ منقول نہیں ہے کہ اُنہیں آپ نے (بال یا ناخن لینے سے) رکنے کا حکم دیا ہو۔

لہٰذا قربانی کرنے والے کے اہلِ خانہ کے لیے عشرہ ذوالحجہ کے ایام میں بال، ناخن اور جلد سے کچھ لینا جائز ہے۔

اگر قربانی کا ارادہ رکھنے والا شخص اپنے بال، ناخن یا جلد میں سے کچھ کاٹ لے، تو اُسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے، آئندہ ایسا نہ کرے، اور اُس پر کوئی کفارہ لازم نہیں۔ نیز یہ اسے قربانی کرنے سے نہیں روکتا، جیسا کہ بعض عوام کا گمان ہے۔

---

[1] اس کی تخریج صفحہ ۶ پر گزر چکی ہے۔

اگر کوئی شخص بھول کر یا لاعلمی میں بال، ناخن یا جلد میں سے کچھ کاٹ لے، یا غیر ارادی طور پر بال جھڑ جائیں تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اور اگر اس کو اسے کاٹنے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ کاٹ سکتا ہے، اور اس پر کچھ لازم نہیں ہو گا۔ مثلاً: اگر ناخن ٹوٹ جائے اور تکلیف دینے لگے تو وہ اسے کاٹ سکتا ہے، یا اگر کوئی بال آنکھ میں آجائے تو وہ اسے نکال سکتا ہے، یا اگر زخم وغیرہ کے علاج کے لیے بال کاٹنے کی ضرورت ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔

آٹھویں فصل

ذبح اور اس کی شرائط

ذَبح اُس عمل کو کہتے ہیں جس کے ذریعے جانور حلال کیا جاتا ہے اور جس کے بغیر جانور حلال نہیں ہوتا۔ یہ عمل تین طریقوں سے کیا جاتا ہے: نحر (یعنی سینے اور گردن کے درمیان چھری مارنا) یا ذبح (یعنی گلے پر چھری پھیرنا) یا زخم لگانا۔ نحر اونٹ کے لیے مخصوص ہے، ذبح پالتو جانوروں (جیسے گائے، بکری، دنبہ) کے لیے ہے اور زخم لگانا اُن جانوروں کے لیے ہے جو اس کے بغیر قابو میں نہ آئیں۔

ذبح کے لیے نو شرائط لازم ہیں:

پہلی شرط:

ذبح کرنے والا عقلمند اور سمجھدار ہونا چاہیے، دیوانے، شرابی، تمیز نہ کرنے والے بچے، تمیز کی صلاحیت کھودینے والے بالغ وغیرہ کا ذبیحہ حلال نہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہلِ کتاب ہو، اہلِ کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہودی یا عیسائی دین کی نسبت رکھتے ہیں، رہا مسلمان تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہوتا ہے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، نیک ہو یا فاسق، پاک ہو یا ناپاک (یعنی بے وضو یا جنابت کی حالت میں ہو)، رہی بات اہلِ کتاب کی تو اس کا ذبح کیا ہوا بھی حلال ہے، چاہے اس کے ماں باپ دونوں اہلِ کتاب ہوں یا نہ ہوں۔

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہلِ کتاب (یہودی یا عیسائی) کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ... وَطَعَامُ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَـٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ... ۝٥ ﴾

"اور اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے۔" [المائدۃ:۵]

اور اس لیے بھی (اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے) کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بکری کا

گوشت کھایا جسے ایک یہودی عورت نے آپ کو ہدیہ کیا تھا[1]، اور آپ ﷺ نے جو کی روٹی اور باسی چربی (والا سالن) بھی تناول فرمایا جس کی دعوت ایک یہودی نے دی تھی۔[2]

رہا مسئلہ دیگر کفار کا، جو اہلِ کتاب (یہودی و عیسائی) کے علاوہ ہوں، تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں ہے، اللہ کا یہ فرمان اس کی دلیل ہے:

﴿ ... وَطَعَامُ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَـٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ... ۝٥ ﴾

"اور اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے۔" [المائدة:۵]

تو بے شک لفظ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَـٰبَ اسم موصول اپنے صلہ کے ساتھ ہے، اور یہ اس طرح استعمال ہوا ہے جیسے کسی معنوی صفت کا حامل مشتق لفظ ہو جس کے وجود سے حکم ثابت ہوتا ہے، اور اس کے عدم وجود سے حکم ختم ہو جاتا ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

(۱) اسے امام بخاری نے کتاب الھبة، باب قبول الھدیة من المشرکین، حدیث نمبر ۲۶۱۷ میں، اور امام مسلم نے اسے کتاب السلام، باب السم، حدیث نمبر ۲۱۹۰ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲) اسے امام احمد بن حنبل نے "المسند" (جلد ۳، صفحہ ۲۱۰) میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

"میں کسی کو نہیں جانتا جس نے اس بات کی مخالفت کی ہو، سوائے کسی بدعتی کے"۔ اور امام خازن نے اپنی تفسیر میں اس مسئلے پر اجماع نقل کیا ہے۔[1]

لہذا، جو جانور کمیونسٹوں اور مشرکوں نے ذبح کیا ہو، وہ حلال نہیں، خواہ ان کا شرک عمل کے ذریعہ ہو جیسے بتوں کو سجدہ کرنا، یا قول کے ذریعہ ہو جیسے غیر اللہ کو پکارنا، اور نماز چھوڑنے والے کا ذبیحہ بھی حلال نہیں، کیونکہ راجح قول کے مطابق وہ کافر ہے، چاہے اس نے سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے نماز چھوڑی ہو یا نماز کی فرضیت کا انکار کیا ہو، اسی طرح اُس شخص کا ذبیحہ بھی حلال نہیں جو پنج وقتہ نمازوں کی فرضیت کا منکر ہو، اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، الا یہ کہ وہ لاعلم ہو، جیسے کوئی نیا مسلمان ہو۔

مسلمان یا اہلِ کتاب (یہودی یا عیسائی) کے ذبح کیے ہوئے جانور کے بارے میں یہ پوچھنا لازم نہیں کہ اس نے کس طرح ذبح کیا؟ یا کیا اس پر اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں؟ بلکہ ایسا پوچھنا مناسب بھی نہیں، کیونکہ یہ دین میں سختی اور غلو ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ذبح کردہ جانور کا گوشت کھایا، اور ان سے (ذبح کے طریقے کے متعلق) سوال نہیں کیا۔

صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں

---

(۱) تفسیر الخازن (۱/۴۶۷)

نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں، ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ، وَكُلُوهُ"، قالت: وكانوا حديثي عهد بكفر. "تم اس پر (کھاتے وقت) اللہ کا نام لو اور کھالو۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ لوگ ابھی نئے نئے کفر سے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔[1]

نبی کریم ﷺ نے انہیں بغیر سوال کیے (وہ گوشت) کھانے کا حکم دیا، حالانکہ جو لوگ وہ گوشت لا رہے تھے، وہ اسلام کے احکام سے ناواقف بھی ہو سکتے تھے، کیونکہ وہ ابھی نئے نئے کفر سے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

تیسری شرط: یہ کہ (ذبح کرنے والا) شرعی ذبح کا ارادہ رکھتا ہو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿...إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ... ﴿٣﴾﴾

"مگر وہ (جانور) جو تم نے (خود) ذبح کیا ہو (یعنی شرعی طریقے سے)۔" [المائدۃ:۳]

---

[1] اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے، صحیح بخاری، کتاب الذبائح، باب ذبیحۃ الأعراب ونحوھم، حدیث نمبر (۵۵۰۷)

شرعی ذبح ایک خاص عمل ہے، جس کے لیے نیت ضروری ہے، چنانچہ اگر ذبح کرنے والے کی نیت شرعی طریقے سے جانور کو حلال کرنا نہ ہو، تو وہ ذبیحہ حلال نہیں ہو گا، جیسے: اگر کوئی جانور اُس پر حملہ کرے، اور وہ صرف اپنی جان بچانے کے لیے اسے ذبح کر دے تو وہ ذبیحہ حلال نہیں ہو گا۔

چوتھی شرط: اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے ذبح نہ کیا گیا ہو، اگر غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے تو وہ ذبیحہ حلال نہیں ہوتا۔ جیسے کہ کوئی شخص بت، یا قبر والے یا بادشاہ یا والد یا کسی اور کی تعظیم میں جانور ذبح کرے (تو وہ حرام ہے)، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ ... ۝٣ ﴾

"تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے"۔

اللہ کے اس فرمان تک:

﴿... وَمَا ذُبِحَ عَلَى ٱلنُّصُبِ... ۝٣ ﴾

"اور وہ (جانور) جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔" [المائدة:٣]

پانچویں شرط: ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام نہ لیا جائے، مثلاً یہ کہے: نبی، جبرائیل، یا فلاں کے نام سے، چنانچہ اگر اس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا تو وہ

ذبیحہ حلال نہیں ہوگا، چاہے اس نے اللہ کا نام بھی اس کے ساتھ لیا ہو، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ ... ﴿٣﴾ ﴾

"تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے"۔

اللہ تعالی کے اس فرمان تک:

﴿ ... وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ ... ﴿٣﴾ ﴾

"ور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو" [المائدۃ:۳]

صحیح حدیثِ قدسی میں ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: "مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي؛ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ".

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس میں اُس نے میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کیا، تو میں اُسے اور اُس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں"۔[۱]

چھٹی شرط: یہ کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے، چنانچہ اسے ذبح کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰہ" کہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

﴿ فَكُلُوا۟ مِمَّا ذُكِرَ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِـَٔايَٰتِهِۦ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ ﴾

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب تحریم الریاء، حدیث نمبر: ۲۹۸۵، راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

"تم اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے، اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھنے والے ہو"۔[الانعام:١١٨] اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، فَكُلُوا"

"جو چیز (ذبح کے وقت) خون بہا دے، اور اُس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، تو اُسے کھا لیا کرو۔" اسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے[1]۔

چنانچہ اگر اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے، تو وہ (ذبیحہ) حلال نہیں ہوگا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا۟ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ... ﴿١٢١﴾ ﴾

"اور اس میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا"[الأنعام:١٢١]

اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ اللہ کا نام جان بوجھ کر، علم کے ساتھ یا بھول کر، یا جہالت کی وجہ سے نہ لیا جائے[2]؛ کیونکہ یہ آیت عام ہے، اور اس لیے بھی کہ نبی کریم

---

[1] امام بخاری نے اسے کتاب الشركة، باب قسمة الغنم، حدیث نمبر ٢٤٨٨ میں روایت کیا ہے، اور امام مسلم نے کتاب الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن، حدیث نمبر ١٩٦٨ میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

[2] دیکھیں: اصل کتاب، صفحہ (٧١-٧٧)۔[مؤلف]۔

ﷺ نے ذبح کے وقت بسم اللہ کو حلال ہونے کی شرط قرار دیا ہے، اور یہ شرط نسیان اور لاعلمی کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی، کیونکہ اگر کوئی بغیر خون بہائے اس جانور کی روح نکال دے، چاہے نادانی میں یا بھول کر، تو وہ حلال نہیں ہوگا؛ تو اسی طرح اگر بسم اللہ ترک کر دے تو وہ بھی حلال نہیں ہوگا؛ کیونکہ دونوں کی باتیں ایک ہی جیسی ہیں اور ایک ہی قائل کی ہیں، لہٰذا ان میں فرق کرنا درست نہیں۔

اور اگر ذبح کرنے والا گونگا ہو اور بسم اللہ ادا کرنے سے قاصر ہو، تو اس کے لیے اشارہ کافی ہے جو بسم اللہ پر دلالت کرتا ہو؛ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ... ﴿١٦﴾ ﴾

"اللہ سے ڈرو جتنا تم سے ہو سکے"۔ [التغابن:١٦]

ساتویں شرط: ذبح ایسے تیز دھاردار آلے سے کیا جائے جو خون بہا دے، جیسے لوہے، پتھر، شیشہ یا اس جیسی دیگر چیزوں سے؛ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: "مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، فَكُلُوا، مَا لَمْ يَكُنْ سِنًّا أَوْ ظُفراً، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ".

"جو چیز خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اسے کھاؤ، جب تک کہ وہ دانت یا ناخن نہ ہو، اور میں تمہیں اس کی وجہ بھی بتاتا ہوں: دانت ہڈی ہے، اور ناخن تو حبشیوں کی چھری ہے" اسے جماعت نے روایت کیا ہے[1]

اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے: "غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ؛ فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ، وَالظُّفُرَ مُدَى الْحَبَشَةِ".

"دانت اور ناخن کے سوا (ہر وہ چیز جائز ہے جو خون بہا دے)؛ کیونکہ دانت ہڈی ہے، اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے"۔[2]

---

(۱) اسے امام بخاری نے کتاب الشرکۃ، باب قسمۃ الغنم، حدیث نمبر (۲۴۸۸) میں، امام مسلم نے کتاب االأضاحي، باب جواز الذبح بکل ما أنھر الدم إلا السن، حدیث نمبر (۱۹٦۸) میں، ابو داود نے کتاب الضحایا، باب الذبیحۃ بالمروۃ، حدیث نمبر (۲۸۲۱) میں، ترمذی نے کتاب الصید، باب ما جاء في الذکاۃ بالقصب وغیرہ، حدیث نمبر (۱۴۹۱) میں، نسائی نے کتاب الضحایا، باب في الذبح بالسن، حدیث نمبر (۴۴۰۹) میں، ابن ماجہ نے کتاب الذبائح، باب ما یذکی بہ، حدیث نمبر (۳۱۷۸) میں، اور امام احمد بن حنبل نے (جلد ۳، صفحہ ۴٦۳) میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲) اسے امام بخاری نے کتاب الذبائح، باب إذا ند بعیر لقوم فرماہ بعضھم بسھم فقتلہ، حدیث نمبر (۵۵۴۴) میں روایت کیا ہے۔

اور بخاری و مسلم میں ہے أَنْ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لَهُ بِسِلَعٍ، فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنَ الْغَنَمِ مَوْتًا، فَكَسَرَتْ حَجَرًا، فَذَبَحَتْهَا بِهِ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا.

کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی سَلَع (مدینہ کے قریب ایک مقام) میں ان کی بکریاں چرا رہی تھی، اس نے دیکھا کہ ان میں سے ایک بکری مرنے کے قریب ہے، تو اس نے ایک پتھر توڑا اور اس سے اسے ذبح کر دیا، پھر صحابہ نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے بیان کی، تو آپ ﷺ نے انہیں اس (بکری کے گوشت) کو کھانے کا حکم دیا۔[1]

اگر کسی جانور کی روح کسی غیر تیز دھار آلے سے نکال دی جائے، تو وہ حلال نہیں ہوگا جیسے کہ اسے گلا گھونٹ کر مار دیا جائے، یا بجلی کا جھٹکا دے کر یا اس جیسے کسی دوسرے طریقے سے ہلاک کر دیا جائے تو وہ جانور حرام ہوگا، البتہ اگر ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے جانور محض بے ہوش ہو جائے، پھر اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے جبکہ اس میں زندگی باقی ہو، تو وہ حلال ہوگا؛ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

---

[1] اسے امام بخاری نے 'کتاب الذبائح' باب: الذبائح، باب ما أنهر الدم من القصب والمروة والحديد میں روایت کیا ہے، حدیث نمبر (۵۵۰۱)۔

﴿ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ ... ﴿٣﴾ ﴾

"تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے"

اسی سورت میں آگے فرمایا:

﴿... وَٱلۡمُنۡخَنِقَةُ وَٱلۡمَوۡقُوذَةُ وَٱلۡمُتَرَدِّيَةُ وَٱلنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ ٱلسَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ ... ﴿٣﴾ ﴾

"اور گلا گھٹنے والا جانور اور جسے چوٹ لگی ہو اور گرنے والا اور جسے سینگ لگا ہو اور جسے درندے نے کھایا ہو، مگر جو تم ذبح کر لو"۔[المائدۃ:۳]

اور (جانور میں) بقائے زندگی کی دو نشانیاں ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ (جانور) حرکت کرے۔

دوسری نشانی یہ ہے کہ اس (جانور) سے زور کے ساتھ سرخ خون بہے۔

آٹھویں شرط: خون کا بہانا یعنی ذبح کے ذریعے خون جاری کرنا؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ؛ فَكُلُوا".

"جو خون بہا دے، اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے، تو اسے کھاؤ۔"[۱]

---

[۱] اس روایت کی تخریج صفحہ ۲۹ پر گزر چکی ہے۔

پھر اگر جانور قابو میں نہ ہو جیسے بھاگا ہوا ہو یا کنویں یا غار میں گرا ہوا ہو تو اس کے جسم کے کسی بھی حصے سے خون بہانا کافی ہے اور بہتر یہی ہے کہ وہ طریقہ اختیار کیا جائے جس سے جان جلدی نکل جائے کیونکہ یہ جانور کے لیے زیادہ آرام دہ اور کم تکلیف کا باعث ہے۔

اگر جانور قابو میں ہو تو لازمی ہے کہ خون گردن سے نیچے سے لے کر ٹھوڑی تک بہایا جائے بایں طور کہ دونوں شہ رگ کو کاٹ دیا جائے جو کہ گلے می خون کی دو موٹی رگیں ہوتی ہیں۔

اور کامل طریقہ یہ ہے کہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ حلقوم (جو سانس کی نلی ہے) اور مری (جو کھانے اور پینے کی نلی ہے) بھی کاٹی جائے، تا کہ جانور کی زندگی کا سبب یعنی خون اور اس کے راستے یعنی حلقوم اور مری ختم ہو جائیں۔ لیکن اگر صرف دونوں رگیں کاٹ دی جائیں، تو بھی ذبیحہ حلال ہو جاتا ہے۔

نویں شرط یہ ہے کہ جس جانور کو ذبح کیا جا رہا ہو، شرعی طور پر اسے ذبح کرنے کی اجازت ہو، جسے ذبح کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

ان میں سے ایک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق کی وجہ سے حرام ہے، جیسے کہ حرم کی حدود میں یا احرام کی حالت میں شکار کرنا؛ تو ایسے جانور کو اگر ذبح بھی کر دیا جائے تو حلال نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ... أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلْأَنْعَٰمِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى ٱلصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ... ١ ﴾

"تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا"۔ [المائدۃ:١]

اور اللہ کا فرمان ہے:

﴿ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ ٱلْبَحْرِ وَطَعَامُهُۥ مَتَٰعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ ٱلْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ ... ٩٦ ﴾

"تمھارے لیے سمندر کا شکار حلال کر دیا گیا اور اس کا کھانا بھی، اس حال میں کہ تمھارے لیے سامان زندگی ہے اور قافلے کے لیے اور تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے، جب تک تم احرام والے رہو"۔ [المائدۃ:٩٦]

دوسری قسم وہ ہے جو مخلوق کے حق کی وجہ سے حرام ہے، جیسے غصب کیا ہوا یا چوری کیا ہوا جانور، جسے غاصب یا چور ذبح کرے، تو اس کے حلال ہونے میں اہلِ علم

کے دو اقوال ہیں۔ ان دونوں اقوال اور ان کے دلائل کی تفصیل اصل کتاب میں صفحہ (۸۸-۹۰) پر ملاحظہ کریں۔

نویں فصل

ذبح کے آداب

ذبح کے کچھ آداب ہیں جن کا لحاظ رکھنا چاہیے، لیکن یہ آداب ذبیحہ کے حلال ہونے کے لیے شرط نہیں ہیں، بلکہ ان کے بغیر بھی ذبیحہ حلال ہو جاتا ہے، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱- ذبح کے وقت جانور کا رُخ قبلہ کی طرف کرنا۔

۲- جانور کو احسان کے ساتھ ذبح کرنا، اس طرح کہ تیز دھار آلہ استعمال کرے اور ذبح کی جگہ پر اسے طاقت اور تیزی سے پھیرے، بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ یہ واجب آداب میں سے ہے، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا ظاہری مفہوم ہے: "إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ"

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان فرض کیا ہے، چنانچہ جب تم قتل کرو تو اچھی

طرح قتل کرو، اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، اور تم میں سے ہر ایک اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبح ہونے والے جانور کو آرام دے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے[1]، اور یہی قول صحیح ہے۔

۳- ذبح کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ اونٹ کو نحر کیا جائے، اور دیگر جانوروں کو ذبح کیا جائے، اونٹ کو نحر کرتے وقت وہ کھڑا ہو اور اس کے آگے کا بایاں پاؤں بندھا ہوا ہو، لیکن اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو اسے بٹھا کر نحر کرے، اور دیگر جانوروں کو ان کے بائیں پہلو پر لٹا کر ذبح کیا جائے، اگر ذبح کرنے والا بایاں ہاتھ استعمال کرتا ہو تو جانور کو دائیں پہلو پر لٹا کر ذبح کرے، اگر ایسا کرنا جانور کے لیے زیادہ آرام دہ ہو اور ذبح کرنے والے کے لیے ممکن ہو۔

سنت یہ ہے کہ ذبح کرنے والا اپنا پاؤں جانور کی گردن پر رکھے تاکہ اس پر قابو پاسکے، جہاں تک جانور پر بیٹھنے یا اس کے پاؤں پکڑنے کا تعلق ہے، تو حدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ جانور کے پاؤں نہ پکڑنے کا فائدہ یہ ہے کہ حرکت اور

---

[1] اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب الصید، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، حدیث نمبر (۱۹۵۵)۔

اضطراب کی وجہ سے خون زیادہ بہتا ہے۔

۴- دونوں شہ رگ کے ساتھ اضافی طور پر حلقوم (سانس کی نلی) اور مری (خوراک کی نلی) کو کاٹنا۔ ذبیحہ کی آٹھویں شرط ملاحظہ کریں۔

۵- جانور سے چھپا کر چھری تیز کرنا چاہیے، تاکہ وہ اسے صرف ذبح کے وقت ہی دیکھے۔

٦-۔بسم اللہ کے بعد اللہ اکبر کہنا مستحب ہے۔

۷- قربانی یا عقیقہ کرتے وقت، (بسم اللہ) اور (اللہ اکبر) کے بعد، اس شخص کا نام لے جس کی طرف سے ذبح کیا جا رہا ہو، اور اللہ سے قبولیت کی دعا مانگے، چنانچہ یوں کہے:

بسم اللہ، واللہ اکبر، اللهم منک ولک، عني (اگر ذبح کرنے والے کی طرف سے ہو) یا عن فلان (اگر کسی اور کی طرف سے ہو تو عن کے بعد اس کا نام لے)، اللهم تقبل مني (اگر اس کی طرف سے ہو) یا من فلان، (اگر کسی اور کی طرف سے ہو تو مِن کے بعد اس کا نام لے).

دسویں فصل

ذبح سے متعلق مکروہ چیزیں

ذبح سے متعلق کچھ مکروہ چیزیں ہیں جن سے بچنا چاہیے، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱- ایسے آلے سے ذبح کرنا جو کند ہو، یعنی تیز نہ ہو، بعض علماء کے نزدیک یہ حرام ہے، اور یہی صحیح رائے ہے۔

۲- ذبح کے آلے کو جانور کے سامنے تیز کرنا۔

۳- دوسرے جانور کے سامنے کسی جانور کو ذبح کرنا۔

۴- ذبح کے بعد جانور کی جان نکلنے سے پہلے ایسے کام کرنا جو اسے تکلیف دیں، جیسے: گردن توڑ دینا، کھال اتارنا، یا اس کے کسی عضو کو مرنے سے پہلے کاٹ دینا، بعض علماء کے نزدیک یہ حرام ہے، اور یہی صحیح رائے ہے۔

یہاں تک کتاب "احكام الأضحية والذكاة" کا خلاصہ مکمل ہوا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس سے اور اس کی اصل کتاب سے نفع پہنچائے، یہ کام بدھ کے دن، ۱۳ ذوالحجہ ۱۴۰۰ ہجری کو عصر کے وقت مکمل ہوا۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اور اللہ کی رحمت نازل ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر، اور آپ کے اہلِ بیت اور تمام صحابہ کرام پر۔

فہرست

مقدمہ.. ۲
پہلی فصل ۴
قربانی کی تعریف اور اس کے احکام... ۴
فصل ۱۰
دوسری فصل.. ۱۳
قربانی کی شرائط.. ۱۳
تیسری فصل.. ۲۰
قربانی کے جانوروں میں جنس یا صفت کے لحاظ سے افضل اور ناپسندیدہ جانور ۲۰
چوتھی فصل.. ۲۶
قربانی کس کے لیے کافی ہوگی؟ ۲۶
پانچویں فصل.. ۳۱
قربانی کے لیے کیا ضروری ہے؟ اور اس کے احکام ۳۱
چھٹی فصل.. ۴۱
قربانی کا گوشت کھانے اور تقسیم کرنے سے متعلق.. ۴۱
ساتویں فصل ۴۵
وہ امور جن سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھنے والے کو پرہیز کرنا چاہیے.................. ۴۵
آٹھویں فصل.. ۴۸

ذبح اور اس کی شرائط ۴۸
نویں فصل.. ۶۲
ذبح کے آداب ۶۲
دسویں فصل ۶۵
ذبح سے متعلق مکروہ چیزیں ۶۵

رئاسة الشؤون الدينية
بالمسجد الحرام والمسجد النبوي

رسالة الحرمين

حرمین کا پیغام

مسجد حرام اور مسجد نبوی کے زائرین کے لیے

مختلف زبانوں میں رہنمائی کرنے والی شرعی کتابیں